B.A Part II Urdu MB

Dr. Shahnaz Ara.
Deptt of Urdu
Dr. L.K.V.D college.

مومن خاں مومن کا حیات و خدمات

مومن خاں نام اور مومن تخلص تھا۔ آپ کے والد حکیم غلام نبی تھے۔ مومن کے دادا حکیم نامدار سلطنت مغلیہ کے آخری دور کے فرمانروا شاہ عالم کے شاہی طبیبوں میں سے تھے۔ شاہ عالم کے دور میں انہیں چند گاؤں جاگیر کے طور پر بھی ملے تھے۔ مومن 1800ء کو کوچہ چیلان دہلی میں پیدا ہوئے۔ مومن کے والد کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے بہت عقیدت تھی۔ چنانچہ شاہ صاحب موصوف نے ہی مومن خاں نام رکھا۔ مومن بچپن ہی سے ذہین تھے۔ آپ کا حافظہ بہت اچھا تھا۔ مومن کشمیری تھے اس لیے کشمیر کا حسن بھی مومن کو عطا ہوا تھا۔ شاعری کا بچپن ہی سے شوق تھا۔ چنانچہ عربی و فارسی، طب، نجوم اور موسیقی کے ساتھ شاعری میں بھی بلندی کمال حاصل کر لیا۔

شروع شروع میں اپنا کلام شاہ نصیر کو دکھایا کرتے تھے

لیکن جلد ہی مہارت حاصل کر لی اور صاحب طرز شاعر بن

گئے۔ اصناف شاعری میں قصیدہ، رباعی، واسوخت، غزل

ترکیب بند، مثنوی سبھی پر طبع آزمائی کی ہے دلی سے پانچ

مرتبہ باہر نکلا مگر وطن کی محبت نے اپنی طرف کھینچ لیا مومن

نہایت آزاد مزاج، قانع اور وطن پرست تھے امراء اور

روساء کی خوشامد سے انہیں سخت نفرت تھی مومن کی

یادگار ایک دیوان اور چھ مثنویاں ہیں۔ مومن نجومی

بھی تھے۔ انہوں نے اپنے موت وفات کی پیشن گوئی بھی کی اور

دست و بازو ٹوٹنے کا ذکر بھی کیا وہ 1851ء میں چھت

سے گر پڑے اور کچھ عرصے بعد داعی اجل ہوئے

مومن غالب کے ہمعصر تھے۔ دبستان دلی سے

سے تعلق تھا۔ طبابت اور علم نجوم میں مہارت

رکھے تھے۔ ستاروں کی چال جانتے تھے۔ شاعری کے علاوہ نجوم
کا خیال آیا تو اس میں وہ کمال حاصل کیا کہ بڑے بڑے منجم حیران
ہو گئے۔ جیتنگس آدمی کی طبیعت کسی ایک کام پر نہیں جمتی
مومن خان مومن کے ساتھ بھی یہی مسئلہ تھا۔ لیکن ان کے مزاج
کی تیز مزی ایسی تھی کہ جس میدان میں بھی قدم رکھا اس کمال
کے درجے تک پہنچایا۔ سال میں ایک بار تقویم دیکھتے
تھے۔ اور پورے سال تک تمام ستاروں کی چال، مقام اور حرکات
ان کے ذہن میں محفوظ رہتی تھیں۔ علم نجوم کی طرح شطرنج
اور طب میں نام پیدا کیا۔ دلی میں دو چار ہی شطرنج کے استاد تھے
جو ان سے مقابلہ کر سکتے تھے۔ مزاج میں شوخی اور رنگینی تھی
نہایت خوش وضع، خوش قامت اور وجیہ آدمی تھے
بڑے کمال کے شعر کہے ہیں۔ دلکشی کبھی کسی کے قصیدہ نہیں لکھا
بڑے ہی خود دار اور انا پرست تھے تنگ دستی بھی رہتی تھی

مگر امداد نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مہاراجہ کیدو العلم نے
انہیں ساڑھے تین سو روپے مہینہ پر اپنے دربار سے وابستہ کرنا چاہا۔
سو کے اخراجات کے لئے ایک ہزار تنخواہ مانگی جسے وہ تیار بھی
ہوگئے۔ مگر معلوم ہوا کہ مہاراجہ کے درباری گویے کی بھی یہی
تنخواہ ہے۔ تو یہ کہہ کر ارادہ بدل دیا کہ جہاں میری اور ایک
گویے کی تنخواہ برابر ہو، میں وہاں نہیں جاتا۔ عجیب آدمی
تھے۔ قناعت سے بھرپور۔ انہوں نے شاعری سے روپیہ
کمایا نہ ہی علم نجوم اور علم رمل سے۔ حالانکہ یہ علم ان کے
پاس تھا۔ اس سے ہزاروں کما سکتے تھے۔ لیکن کبھی اس علم
کو کمائی کا ذریعہ نہیں بنایا۔ غزلوں میں ان کے خیالات نازک
اور مضامین اعلیٰ ہیں۔ تشبیہ و استعارہ کے زور نے انہیں
اور بھی اعلیٰ درجے تک پہنچا دیا۔ صفائی، سادگی اور سلاست
نے ان کے کلام کو کمال کا درجہ عطا کیا ہے۔

Scanned with CamScanner

عمر تو ساری کٹی عشق بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے

شاعر تضمین لکھنے میں بھی کمال حاصل تھا۔ خود اپنے مرنے کی تاریخ بھی کہی تھی ایک بار کوٹھے پر سے گر گئے اس کے بعد تاریخ نکالی اور حکم لگایا کہ پانچ دن پانچ مہینے یا پانچ برس میں مر جائیں گے یہی ہوا کوٹھے سے گرنے کے ٹھیک پانچ مہینے بعد انتقال کیا۔ مومن ذوق اور غالب کے ہم عصر تھے۔ اور ان کا انتقال ۱۲۶۸ء میں ہوا تھا۔ وہ زندہ دل اور با ذوق آدمی تھے۔ مرزا غالب ایک شعر کے عوض اپنا سارا دیوان دینے کو تیار تھے۔

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

یہ مومن کا وہ شعر ہے۔ مرزا غالب جس کے بدلے مرزا اپنا دیوان دینے کو تیار تھے۔ مومن کو اردو کا خالص غزل گو شاعر کہا جاتا ہے۔ ان کی غزلیات میں عاشق و معشوق سے

(۶)

کے دلوں کی واردات، حسن و عشق اور نفسیات، محبت

کی باتیں ملتی ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ مومن کی غزل کا

بنیادی موضوع حسن اور عشق ہے وہ صرف غزل گو تھے۔ اور

اس میدان میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ مومن کی غزل میں اعتدال

اور حسن برقرار رہتا ہے۔ اور لطیف احساسات کا عنصر نمایاں

ہوتا ہے۔ ان کے وہ اشعار جن میں لطف پر ابہام پایا جاتا ہے

اپنے اندر معنی خیزی کے ساتھ ساتھ پیچیدگی حسن بھی رکھتے ہیں

مومن کی زبان میں سادگی اور بیان میں حسن موجود ہے ان کے

زبان و بیان میں دلکشی ہے اور وہ اپنی اپنی صلاحیتوں کی

بنا پر سادہ الفاظ میں بھی ایک دنیا آباد کر جاتے ہیں۔

ع تم ہمارے کسی طرح نہ ہوئے
ورنہ دنیا میں کیا نہیں ہوتا

ہنستے ہو دیکھتے ہی کسی کو کسی سے ہم
منہ دیکھ دیکھ روتے ہیں کس بے کسی سے ہم

مومن نے اپنے تخلص کا بہت پہلو دار استعمال کیا ہے۔ انہوں نے اپنے تخلص سے جتنے معنی اور مضامین میں اپنی شاعری میں پیدا کیے ہیں شاید ہی کسی نے کیے ہوں چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں

ع ہرگز نہ رام وہ صنم سنگدل ہوا
مومن ہزار حیف کہ ایمان عبث گیا

ہم سجدہ پائے صنم پر دم وداع
مومن خدا کو بھول گئے اضطراب میں

مومن نے چھ مثنویاں بھی لکھی ہیں۔ ممتاز محقق ڈاکٹر افسر ایک جگہ لکھتے ہیں! ۔ " مومن نے ہر عشق پر ایک مثنوی بھی لکھی اور کیا عجب ایسے عشق بھی ہوں جن پر مثنویاں لکھنے کی نوبت بھی نہ آئی ہو"

ڈاکٹر سلیم اختر ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

" بہت کم شاعروں کے مزاج میں مومن جیسی رنگا رنگی ملے گی۔ طب، نجوم، رمل، موسیقی، شطرنج اور عملیات وغیرہ سے خصوصی شغف تو تھا ہی لیکن شاعری اور اس کے ساتھ ساتھ

(8)

مجاز عشق میں بھی خصوصی مہارت پیدا کی۔

جس دور میں مومن نے نشو و نما پائی وہ مغلیہ دور کے زوال

کا زمانہ تھا۔ جاگیردار طبقہ عیش و عشرت میں مست تھا۔ مومن

بھی اس رنگ میں رنگے ہوئے تھے لیکن بڑھاپے میں گویا تائب

ہو گئے۔ وہ خود کہتے ہیں۔

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن
آخری عمر میں کیا خاک مسلماں ہوں گے

پروانے کو کس لیے جلایا تھا اے شمع
بے جرم کو خاک میں ملایا اے شمع

Shahnaj Ara